دینی علمی فکری ثقافتی

ماهنامه

8

# الایمان

ربیع الثانی۱۴۳۵ھ مطابق فروری 2014ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اس شمارے میں


* قران کریم کی تلاوت ،تدبر اور عمل
* عقیدہ توحید کے بارے میں آئمہ کرام کے فرامین
* اوقات نماز
*ولادت باسعادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
* ماں اور اس کی ذمہ داریاں
*جوان کیسے اپنی مدد کر سکتا ہے؟


---


وحدت اسلامی کا علمبردار دینی، علمی، فکری اور ثقافتی مجلّہ الایمان

مدیر: مولانا کاظم رضا

ناشر: ادارہ الایمان



رابطہ: ضلع اٹک، تحصیل جنڈ، جھمٹ۔

03465096288

Razakazim13@yahoo.com

# قران کریم کی تلاوت، تدبر اور عمل

قرآن کریم کی تلاوت افضل ترین عبادتوں میں سے ایک ہے اور بہت کم عبادتیں ایسی ہیں جو اس کے پایہ کو پہونچتی ہیں۔ کیونکہ یہ الہام بخش تلاوت قرآن کریم میں غور و فکر کا سبب بنتی ہے اور غور و فکر نیک اعمال کا سرچشمہ ہے۔

قرآن کریم پیغمبر اسلام کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ **"قم اللیل الا قلیلاً نصفہ او انقص منہ قلیلاً او زد علیہ ورتلل القرآن ترتیلاً"** یعنی رات کو اٹھو مگر ذرا کم، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم یا کچھ زیادہ کردو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر غور کے ساتھ پڑھو۔اور قرآن کریم تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ **"فاقرؤا ما تیسر من القرآن "** یعنی جس قدر ممکن ہو قرآن پڑھا کرو۔

لیکن اسی طرح جس طرح اوپر کہا گیا ہے کہ قرآن کی تلاوت اس کے معنی میں غور و فکر کا سبب بنے اور یہ غور و فکر قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا سبب بنے **<افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالہا >** کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں **<ولقد یسرناالقرآن للذکر فہل من مدکر>** یعنی اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے **<ہذا کتاب انزلنا ہ مبارک فاتبعوہ>** یعنی ہم نے جو یہ کتاب نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے لہذا اس کی پیروی کرو۔ لہذا جو لوگ صرف تلاوت وحفظ پر ہی قناعت کرتے ہیں اور قرآن پر "تدبر " و "عمل" نہیں کرتے اگرچہ وہ تین رکنوں میں سے ایک رکن کو تو انجام دیتے ہیں لیکن دو اہم رکنوں کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے سبب انھیں بہت بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

# عقیدہ توحید کے بارے میں آئمہ کرام کے فرامین

امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے پیغمبر اکرم (ص) سے سنا ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا:اَلتَّوْحِيدُ ثَمَنُ الْجَنَّةِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَفَاءُ شُكْرِ كُلِّ نِعْمَةٍ وَ خَشْيَةُ اللَّهِ مِفْتَاحُ كُلِّ حِكْمَةٍ وَ الْإِخْلَاصُ مِلَاكُ كُلِّ طَاعَةٍ.توحید (یعنی خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنا) جنت کی قیمت ہے، اور خدا کی حمد و ثناء بجالانا ہر نعمت کے شکر کی وفا ہے اور خدا سے ڈرنا ہر حکمت کی چابی ہے اور اخلاص (یعنی خدا کے لیے اپنی نیت کو خالص کر لینا) ہر طاعت کے قبول ہونے کا ملاک اور سبب ہے۔

فضل بن شاذان سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:مَنْ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ وَ نَفَى التَّشْبِيهَ إِلَى أَنْ قَالَ وَ أَقَرَّ بِالرَّجْعَةِ بِالْيَقِينِ وَ اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ فَهُوَ مُؤْمِنٌ حَقّاً وَ هُوَ مِنْ شِيعَتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ.جو شخص توحید کا اقرار کرتا ہو اور خدا کے لیے تشبیہ کا قائل نہ ہو یہاں تک آپ علیہ السلام نے فرمایا: اور پورے یقین کے ساتھ رجعت کا اعتقاد رکھتا ہو اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو ، وہ سچا مؤمن اور ہمارے شیعوں میں سے ہے۔

ابو بصیر نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى حَرَّمَ أَجْسَادَ الْمُوَحِّدِينَ عَلَى النَّارِ.خداوند متعال نے موحدین اور خدا پرستوں کے اجسام کو آتش جہنم پر حرام کر دیا ہے۔

# اوقات نماز

## (حضرت آیۃ اللہ العظمی سیستانی کے فتوی کے مطابق)

سوال :آدھی رات کس طرح معین کی جا سکتی ہے؟ کیا ساڑھے بارہ بجے کو آدھی رات مانا جا سکتا ہے جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے؟

جواب :آدھی رات کا وقت، سورج ڈوبنے سے نماز صبح تک کے درمیانی وقت کو جوڑ کو نکالا جا سکتا ہے۔ جیسے اگر سورج سات بجے غروب ہوتا ہے اور نماز صبح کا وقت ٹھیک چار بجے ہوتا ہے تو سات سے چار تک ۹ گھنٹے بنتے ہیں اس کا آدھا کریں تو ساڑھے چار گھنٹے اور اسے سات میں جوڑ دیں تو ساڑھے گیارہ بجے آدھی رات ہوگی۔ یہ ایک کلی قاعدہ ہے جس پر ہر جگہ اور ہر زمانہ میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

سوال : مغرب اور عشاء کی نماز کب قضا ہوتی ہے؟

جواب : مختار انسان کے لیے اس کا وقت آدھی رات تک اور مضطر ( مجبور ) کے لیے طلوع فجر تک ہے۔

سوال : نماز صبح کا شرعی وقت کیا ہے؟

جواب : طلوع فجر صادق سے طلوع آفتاب تک۔

سوال : اگر نماز مغربین آدھی رات تک نہ پڑھ سکے تو کیا حکم ہے؟

جواب :اگر مضطر ( مجبور ) نہیں ہے تو آدھی رات کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر مضطر ہو تو نماز صبح تک پڑھ سکتا ہے۔

سوال : نماز عصر کا شرعی وقت سورج غروب ہونے تک ہے یا مغرب کی اذان تک؟

جواب :احتیاط واجب کی بناء پر نماز ظہرین میں سورج ڈوبنے تک تاخیر نہیں کرنی چاہیے، ہاں سورج ڈوبنے کے شک یا اس کے عمارتوں کے پیچھے چھپ جانے کے احتمال وغیرہ کی صورت میں، نماز میں آسمان کی سرخی کے زائل ہونے تک تاخیر جایز ہے۔

سوال : قطب شمال اور جنوب میں نماز کا وقت کس طرح معین کیا جا سکتا ہے؟

جواب :اگر انسان کسی ایسی جگہ ہے جہاں دن اور رات چوبیس گھنٹے سے زیادہ کے ہوتے ہیں تو احتیاط واجب کی بناء پر اسے وہاں سے نزدیک اس شہر کے وقت کے مطابق نماز پڑھنی چاہیے جس میں دن اور رات چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہوں۔۹

# ولادت با سعادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

**ولادت** :امام حسن عسکری علماء فریقین کی اکثریت کااتفاق ہے کہ آپ بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری یوم جمعہ بوقت صبح بطن جناب حدیثہ خاتون سے بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے ہیں

**نام، کنیت، لقب** : آپ کی ولادت کے بعد حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ص کے رکھے ہوئے "نام حسن بن علی" سے موسوم کیا۔آپ کی کنیت "ابو محمد" تھی اورآپ کے القاب بے شمار تھے جن میں عسکری، ہادی، زکی خالص، سراج اورابن الرضا زیادہ مشہور ہیں (نورالابصار ص ۱۵۰، شواہدالنبوت ص ۲۱۰، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۲۲، مناقب ابن شہرآشوب جلد ۵ ص ۱۲۵) آپ کالقب عسکری اس لئے زیادہ مشہور ہواکہ آپ سامرہ شہر کے جس محلّہ میں رہتے تھے اسے عسکر کہاجاتا تھا۔

منصب امامت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عمرجب چارماہ کے قریب ہوئی توآپ کے والدامام علی نقی علیہ السلام نے اپنے بعدکے لیے منصب امامت کی وصیت کی اورفرمایاکہ میرے بعد یہی میرے جانشین ہوں گے اوراس پر بہت سے لوگوں کو گواہ کردیا(ارشاد مفید ۵۰۲، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۶۳ بحوالہ اصول کافی)۔

**یوسف آل محمد کنوئیں میں** : حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نہ جانے کس طرح اپنے گھرکے کنوئیں میں گرگئے، آپ کے گرنے سے گھر میں کہرام برپاہوگیا سب مستورات چیخنے اورچلانے لگیں ، مگرامام علی نقی علیہ السلام جوحالت نماز میں تھے، آپ نےاطمینان سے نماز پڑھی، اس کے بعدآپ نے فرمایاکہ گھبراؤنہیں حجت خداکوکوئی نقصان نہیں پہنچے گا، اسی دوران دیکھاکہ پانی بلند ہورہاہے اورامام حسن عسکری پانی میں کھیل رہے ہیں(معہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۷۹) ۔

**اندھے کو بینا کرنا**: جعفربن شریف جرجانی بیان کرتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضرہوا، اوران سے عرض کی کہ مولا! اہل جرجان آپ کی تشریف آوری کے خواستگارہیں آپ نے فرمایاکہ تم آج سے ایک سونوے دن کے بعدواپس جرجان پہنچوگے اورجس دن تم پہنچوگے

اسی دن شام کو میں بھی پہنچ جاؤں گا تم انہیں باخبر کر دینا، چنانچہ ایسا ہی ہوا میں وطن پہنچ کر لوگوں کو آگاہ کر چکا تھ کہ امام علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی آپ نے سب سے ملاقات کی اور سب نے شرف زیارت حاصل کیا، پھر لوگوں نے اپنی مشکلات پیش کیں امام علیہ السلام نے سب کو مطمئن کر دیا اسی سلسلہ میں نصر بن جابر نے اپنے فرزند کو پیش کیا، جو نابینا تھا حضرت نے اس کے چہرہ پر دست مبارک پھیر کر اسے بینائی عطا کی پھر آپ اسی روز واپس تشریف لے گئے (کشف الغمہ ص ۱۲۸) ۔

**شیعہ کی علامات:** حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہمارے مذہب میں ان لوگوں کا شمار ہوگ جو اصول وفروع اور دیگر لوزم کے ساتھ ساتھ ان دس چیزوں کے قائل ہوں بلکہ ان پر عامل ہوں گے۔:

۱۔ شب وروز میں ۵۱ رکعت نماز پڑھنا۔ ۲۔ سجدگاہ کربلا پر سجدہ کرنا۔

۳۔ داہنے ہاتھ میں انگھوٹھی پہننا۔ ۴۔ اذان واقامت کے جملے دو دو مرتبہ کہنا۔

۵۔ اذان واقامت میں حی علی خیر العمل کہنا۔ ۶۔ نماز میں بسم اللہ زور سے پڑھنا۔

۷۔ ہر دوسری رکعت میں قنوت پڑھنا۔ ۸۔ سر اور ڈاڑھی میں وسمہ کا خضاب کرنا۔

۹۔ آفتاب کی زردی سے پہلے نماز عصر اور تاروں کے ڈوب جانے سے پہلے نماز صبح پڑھنا۔

۱۰۔ نماز میت میں پانچ تکبر کہنا (دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۷۲) ۔

**شہادت:** الغرض امام حسن عسکری علیہ السلام کو بتاریخ یکم ربیع الاول ۲۶۰ ہجری معتمد عباسی نے زہر دلوادیا اور آپ ۸/ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو جمعہ کے دن بوقت نماز صبح خلعت حیات ظاہری اتار کر بطرف ملک جاودانی رحلت فرماگئے "اناللہ وانا الیہ راجعون" (صواعق محرقہ ص ۱۲۴)

# ماں اور اس کی ذمہ داریاں

دستور زمانہ اور لافانی حقیقت ہے کہ دنیا کی سبھی قوموں کا قیمتی سرمایہ "بچے" ہوا کرتے ہیں۔ اگر اس وقت وہ گود کا کھلونا ہیں تو آگے چل کر وہی مستقبل کے معمار بنیں گے۔ ماں کی گود بچے کی درسگاہ اول ہے۔ اسی عظیم درسگاہ سے وہ اخلاق حسنہ، اطاعت و فرمانبرداری اور دنیا میں زندگی گزارنے کے سلیقے، ڈھنگ اور طور طریقے لے کر معاشرے کا حصہ بنتا ہے۔ اس لئے ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس طرز پر کرے کہ ان کے رگ و ریشہ میں دین کی روح پھونک دے اس کے لئے ضروری ہے کہ ماں از خود صفات کاملہ کی حامل ہو اس لئے کہ بچہ جیسے ماں کو دیکھے گا ویسا ہی بننے کی کوشش کرے گا۔ ماں تو کہتے ہی اسے ہیں جس میں ہمدردی، خیر خواہی، ایثار نصیحت و برداشت اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ ماں کو جتنی عظمت خداوند تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے کہ اس کے قدموں تلے جنت رکھی وہ انہی قربانیوں کے پیش نظر دی ہے۔ ماں اپنے اندر باپ سے کئی گنا زیادہ دلسوزی، دردمندی اور خیر خواہی کے جذبات رکھتی ہے اور تلخ کلامی اور سخت بیانی سے کوسوں دور رہتی ہے۔ ماں اپنی منزل کہکشاں سے ہو کر نہیں کانٹوں اور پتھروں سے گزر کر حاصل کرتی ہے۔ لہٰذا اسی اہمیت اور افادیت کے پیش مثالی ماں کے عنوان سے چند اصول و قوانین پر مشتمل مضمون قارئین کی نظر کیا جارہا ہے۔

**بچوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالنا:** ماں کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو سلام کرنا سکھائے کہ جب بچہ کسی سے ملاقات کرے یا کسی کا فون آئے تو بجائے ہیلو کے سب سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

**مامتا کی شفقت:** مامتا کی شفقت مثالی ہے اگر کسی ماں کو بچوں پر بہت غصہ آتا ہو اور وہ اپنے اندر شفقت کا جذبہ پیدا نہ کر پاتی ہو تو ایسی ماں کو چاہئے کہ دو رکعت صلوۃ الحاجت کی نیت سے پڑھ کر دعا مانگیں اے میرے مالک میرے اندر یہ جذبہ پیدا فرمادے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا محاسبہ کرے کہ اگر میں شفقت اور محبت سے

ان کی تربیت کروں گی تو اس پر مجھے اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ اجر عطا فرمائیں گے۔ میری موت کے بعد میرے بچے میرے لئے صدقہ جاریہ ہوں گے اور سب سے بڑی بات کہ اللہ رب العزت مجھ سے راضی ہوں گے۔

**بے جالاڈ پیار بچے کے لئے نقصان دہ:** سب مائیں یقیناً اپنے بچوں سے بہت پیار کرتی ہیں یہی پیار و محبت بعض بچوں کو مستقبل میں برا آدمی بنا دیتا ہے جس کی وجہ موقع محل کی پہچان اور عدم پہچان ہے کہ بچے شرارتیں کرتے ہیں ان کو پیار اور محبت سے بات سمجھائی جائے جیسے کھانا اگر بچہ ضائع کر رہا ہے تو اس کو سمجھانا چاہئے کہ اس طرح اللہ پاک کی ناشکری ہو گی اور اگر اللہ پاک ہم سے ناراض ہو گئے تو پھر جتنی چیزیں ہمیں دی ہیں وہ واپس لے لیں گے۔ لہٰذا آپ ایسی حرکت آئندہ نہ کرنا۔ اگر بچہ کی بے جا شرارتوں اور غلط حرکات کو بروقت حکمت کے ساتھ سدھارا نہیں گیا تو بچے کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔

**بچوں کی ضد:** ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بہت بری ہے ماں باپ اگر بچوں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہتے ہوں تو ان کی یہ ذمہ داری اور فرض ہے کہ بچے میں ضد کی خصلت پیدا ہوتے ہی اس کو دبا دیں اگر ایسا نہ کریں گے تو بچہ بھی ہاتھ سے جائے گا اور خود بھی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔

**بچوں کی نفسیات کا مطالعہ:** ماں بچے کی حرکات و سکنات اور اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھے۔ اس طرح ماں کو معلوم ہو گا کہ سکول کے مختلف مضامین میں اس کی پراگرس کیا ہے۔ وہ کون سا کھیل پسند کرتا ہے؟ دوستوں کے ساتھ اس کے مراسم کیسے ہیں؟ فارغ وقت میں کیا کرتا ہے؟ ماں کے ساتھ اس کا دوستانہ تعلق ہونا چاہئے۔ بہترین تربیت کے حوالے سے بچے کی عمر کے لحاظ سے والدین کو باہم مشاورت ضرور کرنی چاہئے۔

**بچوں کی خود مختاری:** بچے کی خود مختاری اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے متوازن اور مناسب رویہ اختیار کریں نہ اس قدر آزادی دیں کہ بچہ شرم و حیاء اور اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کرے اور نہ ہی اتنا دبایا جائے کہ دیواریں پھلانگنے پر مجبور ہو جائے۔

**بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت و دعا:** بچپن سے ماں کو چاہئے بچوں کے لئے دعا مانگنے کا اہتمام کرے۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے بھی دعا مانگے۔ ان کے اچھے رشتے، ان کی روزی میں برکت اور زندگی میں صحت و عافیت کی بھی دعا مانگیں۔

**بچوں کو خوش رکھنے کی فضیلت:** حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جنت میں ایک گھر ہے جسے دارالفرح (خوشیوں کا گھر) کہا جاتا ہے اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اپنے بچوں کو خوش رکھتے ہیں"۔ (کنزالعمال)

**بچوں کو نصیحت کرنا:** بچوں سے بے فکر نہ ہوں کہ انہیں حدود شرعیہ کے تحت میں کبھی کبھار مارنے کی ضرورت بھی پیش آئے تو تنبیہ و نصیحت کے واسطے ہو سکتا ہے۔

**بچوں کیلئے نیک صحبت کا انتخاب:** ماں کو چاہئے کہ جب انکے بچے سن شعور میں قدم رکھیں تو ان کے لئے ایسے نیک صالح اور سمجھدار ساتھیوں کا انتخاب کرے۔

**بالغ بچوں کو شرعی مسائل کی تعلیم:** ہمارے معاشرے میں بچوں کو شرعی مسائل کی تعلیم کے حوالے سے اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ماں اور باپ اپنے بچوں سے شرم و حجاب میں ان کو ضروری شرعی مسائل تک سے ناواقف رکھتے ہیں لہٰذا ہونا یوں چاہئے کہ جیسے ہی والدین محسوس کریں کہ اولاد بالغ ہونے کے قریب ہے اور ان میں دینی و شرعی مسائل سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے تو وہ انہیں نہایت حکمت سے کچھ ضروری باتیں سمجھا دیں۔

تحریر: زرینہ خانزادہ

# جوان کیسے اپنی مدد کر سکتا ہے؟

اپنے کو پانے اور حقیقت کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے نوجوان کے وجود میں بنیادی عقائد کے راسخ ہونے کے لئے اور تربیت کے لحاظ سے قانون پر عمل کرنے والوں میں شمار ہونے کے لئے درج ذیل طریقوں پر عمل کرتا ہے

**تعلیم حاصل کرنا** : ایک نوجوان کا اصلی وظیفہ علم حاصل کرنا ہے، علم قیمتی ترین گوہر ہے جو ہدایت کی راہ میں انسان کا بہت بڑا مددگار ہے۔ علم و دانائی سے بے بہرہ شخص کبھی قادر نہیں ہو سکتا کہ اپنے متعلق احکام الٰہی کو سمجھے اور صحیح طریقے سے ان پر عمل کرے۔

**فکر کرنا** : اگر چہ تعلیم حاصل کرنے سے انسان کے سوچنے کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے یعنی بالندگی آتی ہے لیکن ہر فرصت اور نئے موقعہ اور موڑ پر سوچنا اور فکر کرنا ہی مناسب راہنما ہے جس کے ذریعہ حادثات اور مشکلات کا بہتر طور پر تجزیہ تحلیل کر سکتا ہے اور مناسب طریقے سے ان کا سامنا کر سکتا ہے"

**ایمان** : اگر کوئی شخص اپنی زندگی کے ہر کام میں خداوند عالم کو مد نظر رکھے گا اور اسکی ذات پر ایمان رکھے گا تو اسکا اپنے اوپر اعتماد بڑھ جائے گا اور اسے ایک ایسی طاقت حاصل ہو گی جو ہمیشہ اسکی پشت پناہ ہو گی"

**مثبت کام** : اچھے کام انجام دینا ہمیشہ شخصیت کی تقویت کا سبب ہوتا ہے ۔ایک نوجوان کیلئے بہترین عمل یہ ہے کہ وہ احکام اور دینی وظائف کو انجام دے اور دوسروں کو نیک کاموں کا شوق دلائے اور برے کاموں سے بچائے، الٰہی احکام یعنی دینی وظائف پر عمل کرنا ترقی اور پیشرفت کرنے کے لئے ہمتوں کو بلند کرتا ہے اانسان کی ذاتی نظر کو وسعت دیتا ہے۔

للذا اب سب کو ملا کر نتیجہ لیتے ہیں:

ہم سب یہ جان لیں کہ اگر چہ جوانی کا حساس دور فکر و اندیشہ کے جوش میں آنے کا دور ہے لیکن چونکہ اس کے بنیادی ستون ابھی مضبوط نہیں ہوتے ہیں اس لئے بے شمار اعتراضات کی آماجگاہ قرار پاتا ہے اور اگر نوجوان معلومات حاصل کرنے، سوچنے اور نیک کام انجام دینے میں مصروف ہو جائے نیز اپنے کاموں میں خدا کو یاد رکھے تو دینی، عقلی، اخلاقی، سماجی وغیرہ ترقی کی راہوں کو کامیابی سے طے کرتے ہوئے اپنے مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے ۔

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.